حکیم محمد شریف خاں کی بابرکت درویشی

جناب مولوی حکیم محمد زماں صاحب حسینی

ہندوستان کا مشہور طبی خاندان جسے لوگ خاندان شریفی کہتے ہیں۔ اور دہلی بلی ماران میں آج بھی شریف منزل نام کی ایک تاریخی عمارت جس کی یادگار ہے۔

یہ خاندان اور یہ یادگار مشہور زمانہ طبیب حکیم محمد شریف خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی کی طرف منسوب ہے۔

حکیم صاحب مرحوم حکیم محمد اکمل خاں مرحوم کے صاحبزادے ہیں ۱۱۳۳ھ مطابق ۱۷۲۱ء میں ولادت ہوئی۔ اور بقول صاحب قاموس المشاہیر ۱۲۳۱ھ میں وفات ہوئی (حیات اجمل) لیکن علامہ حکیم عبدالحی لکھنوی نے سن وفات ۱۲۲۲ھ تحریر فرمایا ہے۔ اور "دخل الجنة بلا حساب" کو مادہ تاریخ وفات لکھا۔

مات سنة اثنتين وعشرين ومائتين والف بدهلي ودفن في مقبرة الشيخ قطب الدين بختيار الكعكي واخرج تاريخ وفاته بعض العلماء من قوله دخل الجنة بلا حساب

(نزہۃ الخواطر، ص ۲۱۱)

دہلی قطب صاحب میں مجلس خانہ کے قریب باؤلی کی طرف جاتے ہوئے ان کا مزار شریف موجود ہے۔ حکیم محمد اکمل خاں حکیم محمد واصل خاں کے بیٹے ہیں اور یہ حکیم محمد فاضل خاں کے صاحبزادے ہیں۔ حکیم محمد واصل خاں اس خاندان کے طبیب اول ہیں

جنہوں نے دہلی میں بحیثیت طبیب اپنی زندگی شروع کی۔ یہ خاندان دراصل آبائی طور پر ہراتی ہے ۱۵۲۶ء میں اس خاندان کے مورث اعلیٰ بابر کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے مشہور زمانہ، محدث یگانہ روزگار عالم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرقات شرح مشکوٰۃ اور ان کے بھائی ملا علی داؤد اسی خاندان ہراتی کے بزرگوں میں ہیں۔ جن سے حکیم محمد شریف خاں صاحب کا سلسلۂ نصب ہندوستان میں ملتا ہے۔ یہ خانوادۂ علم و فضل جب دہلی میں سکونت پذیر ہوا تو اس کے پاس علوم ظاہری کے علاوہ بڑا سرمایۂ افتخار زہد و تقویٰ، خدا ترسی، غریب پروری، خدمت خلق اور اخلاق حسنہ کی بیش قیمت دولت تھی۔ اس خاندان کے افراد کو خدا نے جس طرح ترکمانی ظاہری حسن و جمال سے نوازا تھا۔ اسی طرح جوہر انسانیت، پاک طینتی، خدا ترسی کی خوبی سے بھی آراستہ کیا تھا

حکیم محمد شریف خاں مرحوم کے والد صاحب حکیم محمد اکمل خاں بڑے ذی علم، خدا ترس، دیندار، حاذق طبیب تھے۔

بادشاہ وقت محمد شاہ کی جانب سے انہیں حاذق الملک کا خطاب ملا تھا۔ حکیم اکمل خاں صاحب مرحوم نے اپنی پوری علمی اور عملی صلاحیت اپنے بیٹے حکیم محمد شریف خاں کو تمام علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ کرنے پر صرف کردی اور پورے انہماک و توجہ سے ان کی پرورش و پرداخت کی جس کی بنا پر خداوند کریم نے اپنی ہر طرح کی نوازشوں سے حکیم شریف خاں کو نوازنا شروع کر دیا ... اور عنفوانِ شباب ہی میں اس ابھرتی ہوئی جامع کمالات شخصیت کی ترقیوں کا مشاہدہ حکیم محمد اکمل خاں نے اپنی آنکھوں سے کر لیا۔ چنانچہ حکیم محمد شریف خاں کو اپنے خاندانی معزز پیشے فن طب میں خصوصی شہرت و مرکزیت حاصل ہوگئی۔ علاج و معالجہ میں خداوند کریم نے آپ کو دست مسیحا عطا کیا ہزاروں دکھی اور بیمار انسانوں کو آپ کے دست مبارک سے مہلک سے مہلک.. امراض سے نجات ملی اور دولت صحت سے یہ لوگ مالا مال ہوئے۔

اس معالجاتی کامیابی کے ساتھ ساتھ حکیم صاحب کو تصنیف و تالیف کی صلاحیت سے اللہ نے حصۂ وافر عطا فرماکر اوروں سے انہیں ممتاز کیا۔ چنانچہ آپ نے بیش قیمت تصنیفات کا نہایت ہی عمدہ بےمثال ذخیرہ تیار کردیا جو بعد والوں کے لئے گنج گرانمایہ اور دولت بےبہا ثابت ہوا۔ ان علمی یادگاروں نے ہمیشہ حکیم صاحب کا ذکر جمیل اصحاب علم اطباء میں نہ صرف باقی رکھا بلکہ ان کی شخصیت کو بعد کے محققین کے لئے ایک منارۂ علم کی حیثیت سے زندۂ جاوید بنادیا۔

آج حکیم محمد شریف خاں بدنی اعتبار سے گو ہم میں نہیں ہیں، لیکن آج بھی ان کی وہ زندہ جاوید تحریریں ہم میں موجود ہیں جن کی روحانی اور فیضانی کیفیتیں لاتعداد بندگان خدا کو سیراب کررہی ہیں۔ حکیم صاحب مرحوم نے مندرجہ ذیل کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔

۱۔ علاج الامراض (بزبان فارسی)

یہ کتاب مختلف مطابع میں طبع ہوتی رہی ہے۔ سب سے عمدہ اڈیشن مطبع مجتبائی دہلی کا ہے۔ میرے پیش نظر نولکشور پریس کانپور کی ۱۹۱۳ء مطابق ۱۳۲۱ھ کی طبع شدہ ہے۔ اور فی الحال تو کسی مطبع کی کسی دام پر نہیں ملتی

۲۔ فوائد شریفیہ (بزبان عربی)

یہ شرح الاسباب والعلامات کے مختلف مقام پر بیش قیمت حواشی ہیں۔ میرے پیش نظر یوسفی لکھنؤ کی چھپی شرح الاسباب والعلامات پر چڑھی ہوئی ہے۔ اب یہ بھی ناپید ہے۔

۳۔ قانون شیخ کے مختلف مقامات پر متفرق حواشی۔ (بزبان فارسی)

میرے پیش نظر کلیات قانون مطبوعہ تحفۂ ہند دہلی ہے۔ جس پر یہ حواشی موجود ہیں۔ اور عجیب وغریب حقائق علمیہ سے لبریز ہیں۔

۴۔ موجز القانون کی مشہور شرح نفیسی پر متفرق حواشی۔

۵۔ عجالہ نافعہ

۶۔ تالیف شریفی۔

۷۔ حاشیہ علیٰ شرحِ سلم لمولانا حمداللہ

لیکن صاحب نزہتہ الخواطر نے تصریح کی ہے کہ ان کتابوں کے علاوہ بھی موصوف کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

لہ مصنفات کثیرۃ ممتعۃ اور اس کے آگے فرماتے ہیں رسائل اخری وکلہا مفیدۃ ممتعۃ۔ (نزہتہ الخواطر ج ۷ صـ۲۱۲)

غرض کہ حکیم صاحب مرحوم نے اپنے خاندانی پیشہ طبابت کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف درس وتدریس کو بھی ہر طرح فروغ دیا۔

گو صرف یہی خدمت جلیلہ ان کی عظمت کے لئے بڑی نشانی ہے لیکن کرم خداوندی نے اس سے بھی بڑھ کر بڑی نعمت کیف عرفانی سے بھی حکیم صاحب کو نوازا تھا۔ جس کی بنا پر حکیم صاحب قلبی گداز اور اس کا لازمہ خدمت خلق دونوں صفتوں سے سرشار تھے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ" (جب تک بندہ اپنے بھائی کی خدمت میں مشغول رہتا ہے۔ تب تک خداوند کریم بھی اس بندہ کی امداد خاص فرماتے رہتے ہیں۔)

دوسرا ارشاد نبوی ہے "من کان اللہ کان اللہ لہ" (جو اللہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ اس کے ہو جاتے ہیں)

حکیم صاحب مرحوم ان ہی دونوں چیزوں کے مصداق تھے۔ اللہ والے بھی تھے اور خادم خلق بھی۔ جس کی ظاہری وجہ یہ ہے کہ حکیم صاحب کو اپنے والد مرحوم کی خصوصی توجہ اور عنایات کے سوا بہت ہی اچھے اساتذہ اور اکابر اہل اللہ اور بڑے بڑے دیندار علماء کرام کی بابرکت صحبتیں بھی میسر آئیں۔ جس کی وجہ سے اکتساب فیض کا اچھا موقع میسر آگیا۔ خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل اکابر سے حکیم صاحب کا بھی اور گہرا ربط تھا۔ اس رابطہ نے حکیم صاحب

کو کندن بنا دیا۔

۱۔ محدث جلیل عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۱۱۴ھ وفات ۱۱۷۶ھ)

۲۔ عارف کامل حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ (سن ولادت ۱۱۱۱ھ وفات ۱۱۹۵ھ)

۳۔ بیہقی ہند حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (سن وفات ۱۲۲۵ھ)

حکیم محمد شریف خان مرحوم کا بھی یہی زمانہ ہے۔ (ولادت ۱۱۴۴ھ وفات ۱۲۲۲ھ) ان بزرگوں سے ان کے خصوصی تعلقات و مراسم تھے۔

حضرت مرزا صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب تو عمر میں بھی حکیم صاحب کے بزرگ ہیں اور جناب قاضی صاحب گو ہم عمر ہیں مگر ان کی فیض رسانی کا بھی سایۂ عطوفت حکیم صاحب پر پڑا ہے۔

الغرض حکیم صاحب کو ان بافیض صحبتوں نے باطنی پہلو سے بھی مجلّی کر دیا تھا۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ مکاتیب "فیض شمامہ" میں ایسے دو خطوط ہیں جن میں حکیم صاحب مرحوم کا ایسا ذکر خیر ہے۔ جس سے باہمی تعلقات کی گہرائی پر روشنی پڑتی ہے۔ یہ دونوں والا نامے حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت تحریر کئے ہیں جس وقت کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ مرحومہ کی وفات ہوئی ہے۔ (۱) یہ خط حکیم محمد شریف خاں مرحوم کے نام ہے، حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں

"معلوم شد کہ تجہیز جنازۂ پادشاہ بیگم یعنی والدہ حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب کردہ روانۂ پانی پت خواہند نمود، اطلاع باید داد کہ نماز جنازہ کجا خواہند خواند، اگر در مسجد جامع بیارند ایں ضعیف ہم داخل ثواب نماز گردد، کہ از شدت حرارت ہوا تاب حرکت ندارد و جماعت کثیر دریں مسجد داخل ایں حسنہ خواہد شد ...... والسلام (مکتوب ہشتاد و ہفتم

کلمات طیبات صہ ۶۹ مجتبائی دہلی)

پتہ چلا ہے کہ حضرت مولوی ثناء اللہ صاحب کی والدہ بادشاہ بیگم کا جنازہ تیار کر کے پانی پت روانہ کر دیا جائیگا۔ خبر دیجئے کہ نماز جنازہ کہاں ادا کی جائے گی؟ اگر جامع مسجد دہلی میں جنازہ لایا جائے تو یہ ضعیف بھی نماز جنازہ کے ثواب میں داخل ہو جائے اس لئے کہ ہوا کی شدید گرمی کے باعث جسم میں حرکت کی توانائی نہیں ہے۔ اور اس مسجد میں بڑی جماعت بھی اس نیکی میں شریک ہو جائے گی۔ ... والسلام

(۲) یہ خط حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے نام ہے۔ جسمیں حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

سانحہ دریں ایام این است کہ امروز کہ بست ونہم جمادی الاولیٰ است بعد زوال سکھی صاحب یعنی والدۂ شمار رحلت نمودند، ہمیں وقت یک سریہ آمد وخبر داد، حکیم شریف خاں صاحب تدبیر تکفین وتجہیز نمودہ روانہ پانی پت خواہند نمود، (کلمات طیبات صہ ۶۷ مکتوب ہشتاد ودوم)

ان دنوں خاص حادثہ یہ ہوا کہ آج ہی ۱۹ رجمادی الاولیٰ بعد زوال آپ کی والدہ صاحبہ رحلت فرما گئیں اسی وقت لوگوں کی ایک جماعت نے مجھے آکر مطلع کیا کہ حکیم شریف صاحب جنازہ تیار کر کے پانی پت میت روانہ کر رہے ہیں۔

ان دونوں خطوں سے باہمی تعلقات کی اس گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے جو حکیم صاحب اور قاضی صاحب اور مرزا صاحب کے مابین تھے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

قاضی صاحب، مرزا صاحب شاہ صاحب سے ایسی محبت کرنے والا شخص نور عرفان اور اس کے کیف وسرور سے بے بہرہ رہ جائے یہ ناممکن ہے۔ جب کہ یہ اکابر بھی خود حکیم صاحب

کو بہت چاہتے تھے۔

حکیم صاحب کی اس کیفیت باطنی کے اندازہ کے لئے ان کی معرکۃ الآرا تصنیف "علاج الامراض" کا صرف دیباچہ شاہد عدل ہے۔ کہ محبت خدا کس قدر حکیم صاحب کے اعماق قلب میں جاں گزیں ہے۔ اور محبوب خدا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر والہانہ عقیدت وعشق ہے۔ دیباچہ کتاب کا پورا صفحہ اور اس کی ہر ہر سطر کے کلمات عشق ومحبت کی گہرائی سے نکل کر آبدار موتی کی طرح صفحہ قرطاس پر بکھرے پڑے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے پڑھنے والے پر بھی ایک کیف روحانی طاری ہو جاتا ہے۔

خدا ترسی کا خاص اثر انسان پر انکساری، عاجزی، بے نفسی کا ظہور ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ یہی اوصاف کسوٹی ہیں، حقیقی خدا ترسی اور جعلی دبناوٹی خدا ترسی میں امتیاز کے لئے۔ سچا خدا ترس انسان پیکر تواضع ہوگا، بندگان خدا سے کسی معاملہ میں کبر و نخوت کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔

چنانچہ حکیم محمد شریف خاں مرحوم انہیں اوصاف سے متصف تھے۔ نہایت متواضع منکسر المزاج، پیکر حلم ومروت بزرگ تھے۔ جو ان کی حقیقی خدا ترسی کا خاص ثمرہ اور روشن نشانی ہے۔

غرور

دولت وثروت سے زیادہ علم کا غرور رہتا ہے۔ پندار علم سے بمشکل کسی خوش نصیب صاحب علم کو نجات ملتی ہو۔ حکیم صاحب مرحوم خوش نصیب ہیں کہ خدا نے ان کو اس سے محفوظ رکھا۔

ان کی تحریریں اس پر شاہد ہیں خصوصیت کے ساتھ قانون شیخ کے فارسی حواشی میں مختلف مقامات ایسے ہیں جن سے اس پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ حکیم صاحب نے مشہور شارح قانون علامہ قرشی یا خود شیخ سے بعض مقامات پر اختلاف فرمایا ہے۔ لیکن نہایت

ہی عاجزانہ کلمات سے اپنی تحریروں کی ابتدا فرماتے ہیں۔ ان تحریروں میں پندارِ علم تفوقِ علمی کی پرچھائیں بھی نہیں ہے۔ حمیات قانون مطبوعہ تحفۃ الہند دہلی پر شرح قرشی کے ساتھ فوائد شریفیہ بھی چڑھے ہوئے ہیں۔ ان فوائد میں مختلف مقامات پر ایسے مسائل تحریر ہیں جو حکیم صاحب کی اپنی قیمتی تحقیقات ہیں۔ یہ تحقیقات قرشی کے بھی خلاف ہیں۔ اور کہیں کہیں شیخ کی رائے کے خلاف، لیکن ہر جگہ حکیم صاحب نے عاجزانہ طریق بیان اختیار کیا ہے۔ اس سے ان کی طبعی انکساری کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر چند مقامات کی بعض عبارتوں کے ابتدائی کلمات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ونیز می گوید فقیر بخدمت بزرگاں (ص ۶)
۲۔ می گوید نادان ہیچ مدان محتاج بسوئے یزدان (ص ۲)
۳۔ می گوید فقیر بسوئے خدا (ص ۳)
۴۔ می گوید ناچیز محتاج بسوئے رب خود (ص ۶)

ان کلمات عاجزانہ کی عظمت اس وقت پوری طرح محسوس ہوتی ہے۔ کہ جن متعلقہ مسائل پر حکیم صاحب نے محققانہ بحثیں کی ہیں ان کا تقابلی مطالعہ کیا جائے۔ تب پتہ چلتا ہے کہ یہ فقیر الی اللہ اور محتاج رب واقعی جبل علم ہے۔ اس کی علمی چوٹی بہت بلند ہے مگر خدا ترسی نے اس کے تاب کو بارگاہ الہٰی میں جھکا کر سراپا نیاز بنا دیا ہے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

حکیم صاحب مرحوم کے روحانی، مذہبی اور اخلاقی طبی اور فنی کمالات کا اثر خاندان پر اسی شان درویشی کے ساتھ پڑا اور ان کمالات درویشی کی برکتوں سے افراد خاندان کبھی فیضیاب ہوئے۔ یہ بھی افضال خداوندی کی بدولت ہوتا ہے کہ باپ کی نیکیاں بچوں میں منتقل ہو جائیں اللہ نے اپنے اس اکرم سے بھی حکیم صاحب کو نوازا۔ چنانچہ حکیم محمد صادق علی خاں ابن حکیم محمد شریف خاں نے اپنے والد مرحوم کے فیض صحبت سے حصہ وافر پایا

اس کا اندازہ ان کی طبی تصنیفات سے بآسانی کیا جا سکتا ہے۔ ان کی دو کتابیں میرے پیش نظر ہیں۔

۱۔ زاد غریب (بزبان فارسی)

۲۔ مخازن التعلیم (بزبان فارسی)

یہ دو کتابیں ان کی یادگار ہیں۔ ان کتابوں کے انداز بیان اور مواد علمی سے جہاں ان کی بے مثال طبی صلاحیت کا بآسانی اندازہ ہوتا ہے ان کی دینداری اور خدا ترسی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ مخازن التعلیم کے ص۲۵ پر دو سطریں عجیب دغریب سی ملتی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر دل روشن ہو جاتا ہے۔ اور آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

"نوشیدن آب وشراب بر نہار وبعد از جماع ومسہل قوی وحمام وبر فواکہ خصوصاً بطیخ ضرر دارد، وعطش بلغمی از اشیاء مسخنہ زائل بشود، وچوں شراب حرام است لہٰذا تدبیر استعمال آں ذکر نہ کردیم۔" گویا شراب چونکہ شرعاً حرام ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کا طریقہ بیان کرنے سے حکیم محمد صادق خاں صاحب گریز کرتے ہیں۔ ان کے اس طرز عمل سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس قدر تورع وتقوی کا انہیں خیال تھا۔ اب ان حکیم صادق کے صاحبزادے حکیم محمود خاں صاحب مرحوم (والد مسیح الملک حکیم اجمل خاں مرحوم) کا حال بھی ماشاءاللہ اسی طرح کا ہے۔ ان میں بھی کمالات ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی طہارت وپاکیزگی تھی۔ چنانچہ ایک خاص واقعہ کے سلسلہ بیان میں حیات اجمل میں یہ ٹکڑا مجھے ملتا ہے۔

"حکیم صاحب (محمود خاں) مکان کی چھت پر ایک حجرے میں تسبیح بدست بیٹھے تھے اور وظیفہ خوانی میں محو تھے۔" (حیات اجمل ص۱۹)

اس واقعہ سے حکیم محمود خاں کے ذوق انابت الی اللہ کا پتہ چلتا ہے۔

ایک دوسری اہم شہادت حکیم محمود خاں کی وصیت نامہ کی وہ عبارتیں ہیں جو حکیم صاحب نے اپنے اہل خاندان کے لئے بطور وصیت تحریر فرمائی ہیں۔ ان کی یہ تحریر حکیم صاحب

کے مزاج اور کیفیت باطنی اور اخلاقی اور مذہبی حالات کی بلندی پر روشنی ڈالتا ہے۔
اس وصیت نامہ کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں

۱۔ انصاف از دست ندہند، دیگانگت و دوستی را ملحوظ خاطر دارند و ہرگز کسے را بہ بدی یاد نہ کنند، و غیبت روا ندارند۔

۲۔ مال بغیر وجہ حلال نگیرد، وخصوص بمال یتیم خیال بد نہ کنند

۳۔ واز قمار بازی و دزدی و شراب خوری و دیگر مسکرات از قسم افیم و بنگ و چرس وغیرہ از بس احتراز جویند۔

۴۔ در امور خیر کوشش و سعی موفورہ بکار برند علی الخصوص بکار محتاجاں و درماندگاں

۵۔ و ہرگز بے تشخیص مرض معالجہ نہ کنند کہ غلطی دراں علاوہ از رسوائی دنیا بمواخذہ عقبیٰ گرفتار می کند۔

۶۔ پابندی صحبت زنان ثمر بربادی دو جہان است بغیر ضرورت اختیار کردنش روا نہ بود۔ خصوص صحبت زنان فاحشہ بازاری۔

۷۔ کثرت از دواج روسیاہی دو جہانی می بخشد۔

(حیات اجمل صـ۱۳)

اس وصیت نامہ کی قدر و قیمت اس کی دینی اور مذہبی پاکیزگی ہی ہے۔ اس وصیت نامہ اور حکیم محمد صادق خاںؒ کی تحریر اور حکیم محمد شریف خاں کی تحریروں سے بآسانی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ان بزرگان عالی مقام کو خداوند کریم نے اپنے خصوصی بندوں میں چن لیا تھا۔ اسی لئے اس خاندان شریفی میں تین سو سال سے بھی زیادہ اور مسلسل اللہ کی یہ برکتیں رہیں۔

اس آخری دور میں اجمل اعظم مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں مرحوم نے شرافت و دیانت، علم و حکمت، خدمت دین و ملت، سیاست و ملک و وطن کی دنیا میں جو درخشاں

نقوش چھوڑے ہیں۔ یہ انہیں برکات خداوندی کا ثمرہ ہیں۔ ان برکتوں کو بچشم خود دیکھنے والے ہزاروں بندگان خدا ہندوستان و پاکستان اور ان کے سوا دوسرے ملکوں میں اس وقت بھی زندہ ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس خاندان عزت مآب کی جو کچھ تابانیاں آج ہیں آئندہ رہیں گی۔ اور جو کچھ پہلے تھیں وہ سب کی سب محض برکتیں ہیں انہیں نفوس قدسیہ کی نیکیوں کی جو اس خاندان کے آباؤ اجداد نے انجام دیئے۔ جس کے سرخیل عالیجناب حکیم محمد شریف خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کی طرف آج بھی اس خاندان کے افراد یا اس خاندان سے نیازمندی و تلمذ کا تعلق رکھنے والے لوگ اپنا انتساب کرکے فخر محسوس کرتے ہیں۔ سچ ہے من تواضع اللہ رافعہ اللہ (حدیث)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الْمُسَحِّرِیْنَ

(اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں)

فانی مرادآبادی ۔ لائل پور

ہو گیا وقت سحر پیارے مسلماں جاگو
اے فدایان نبیؐ بندۂ سبحاں جاگو

سحری کھالو کہ یہ مسنون ہے کھانا اسکا
خواب غفلت میں پڑے سوتے ہو ناداں جاگو

رحمتیں لٹتی ہیں افسوس کہ تم سوتے ہو
لوٹ لو جوش پہ ہے رحمت رحماں جاگو

ہر عبادت کا صلہ ملتا ہے ستر بارہ
کیونکہ یہ تو ہے مبارک مہہ رمضاں جاگو

مانگ لو جو مرادیں ہوں خدا سے اسدم
باقی رہ جائے نہ دل میں کوئی ارماں جاگو

بات جو حق تھی وہ فانیؔ نے بتا دی تم کو
یہی سردار دو عالم کا ہے فرماں جاگو